انتہائی ظالمانہ تکفیر و تکذیب کے مقابلہ میں حضرت بانی سلسلہ کا صبر وتحمل، ہمت وحوصلہ اور ابلاغ حق

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ر اپریل ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ
شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۴﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ
قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ
الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵﴾
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ
لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ (الحجرات: ۱۴-۱۶)

اور پھر فرمایا:

آغاز اسلام ہی سے کفر دون کفر اور ایمان دون ایمان کی اصطلاح رائج چلی آرہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک انسان ظاہری فتویٰ کے اعتبار سے یا اپنے ادعا

کے اعتبار سے مسلمان کہلائے لیکن اس میں کچھ ایسے موجبات کفر ہوں ''اسلام'' کے بنیادی عقائد کے خلاف کچھ ایسے امور پائے جائیں یا اس کے اعمال میں ایسا فسق ہو کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس پر کفر کا حکم اطلاق پائے۔ لیکن جہاں تک ملت اسلامیہ کا تعلق ہے ایسا شخص مسلم ہی کہلاتا رہا اور مسلم ہی کہلاتا ہے۔

اس بحث کی بنیاد مختلف احادیث نبویہ پر بھی ہے اوران آیات کریمہ پر بھی ہے جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دیتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا اعراب یعنی بدوی یہ ادعا کرتے ہیں کہ ہم مومن ہیں، ہم ایمان لے آئے ہیں قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا تو ان سے کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا ہاں یہ بے شک کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں، جب کہ ایمان تو تمہارے دلوں میں داخل بھی نہیں ہوا وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ .... (الخ) ہاں اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی ضائع نہیں ہونے دے گا، اللہ تعالیٰ بہت ہی مغفرت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے، یقیناً مومن وہی ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور پھر کسی حالت میں بھی اس ایمان پر شک نہیں کیا یا ان کی صداقت پر شک نہیں کیا اور اپنے اعمال میں سے اپنی صداقت کو یوں ثابت کیا کہ اپنے اموال سے بھی خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جانوں سے بھی خدا کی راہ میں جہاد کیا، ہاں یہی لوگ ہیں جو صادق ہیں۔ ان لوگوں سے کہہ دو کہ کیا تم اللہ کو دین سکھاؤ گے یا اپنا دین خدا کو سمجھاؤ گے۔ اللہ جانتا ہے جو آسمان میں ہے اور زمین میں ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

جبکہ ان آیات میں سے سب سے پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ جہاں تک عزت کا تعلق ہے اللہ کے نزدیک عزت تقویٰ میں ہے عزت اسی کی ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو اور اللہ بہت جاننے والا اور بہت خبر رکھنے والا ہے۔

ویسے تو ان تمام آیات کا اس مسئلہ سے تعلق ہے جو میں نے تلاوت کی ہیں لیکن اس مسئلہ سے براہ راست تعلق رکھنے والی آیت قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا .... (الخ) ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بادیہ نشین یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کسی انسان کو یہ حق خدا نے نہیں

دیا کہ وہ دوسرے کو اپنی طرف سے یہ کہہ سکے کہ تمہارے دل میں ایمان نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود خبر دی اور فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے۔ اس لئے تجھے ہم اختیار دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دے کہ تم مومن نہیں ہو۔ مومن کا برعکس کافر ہوتا ہے اور مسلم کا برعکس غیر مسلم ہوتا ہے۔ تو ان دونوں باتوں میں خدا تعالیٰ نے تفریق کی ہے۔ فرمایا ان سے کہہ دے کہ خدائے عالم الغیب نے خبر دی ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا اس لئے مومن ہونے کا ادعا نہ کرو ہاں اس کے باوجود تم سے مسلمان کہلانے کا حق ہم نہیں چھینتے۔ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا بے شک یہ کہتے چلے جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں۔ درآنحالیکہ کہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کسی شخص پر کوئی فتویٰ لگ جائے اور فی الحقیقت وہ فتویٰ درست نہ ہو تو جاننا چاہئے کہ اس معاملہ میں انسان کے لئے کوئی خوف ہی نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی آدمی اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے تو خدا وعدہ فرماتا ہے کہ اس کے اعمال میں سے کچھ بھی ضائع نہیں ہونے دے گا اور پھر ایسا خدا جو بہت غفور ہو اس سے تو یہ توقع کی ہی نہیں جاسکتی کہ کسی انسان کے فتویٰ کے نتیجہ میں یا کسی غلط فتویٰ کے نتیجہ میں کسی دوسرے انسان کے اعمال ضائع کردے جبکہ وہ مخلص ہے پس یہ تو ایک منفی اعلان ہے یعنی بعض لوگوں کی منفی عادات یا منفی خصائل سے تعلق رکھنے والا اعلان ہے۔ پھر اس کے ساتھ ایک مثبت اعلان بھی فرمادیا کہ مومنوں کی تعریف تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں تو شک نہیں کرتے اور لازماً اپنے اموال اور اپنی جانوں سے خدا کی راہ میں ہمیشہ جہاد کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس تعریف کی رو سے مومن کی زندگی میں کوئی بھی ایسا وقت نہیں آتا جب وہ مال اور جان کے جہاد میں مصروف نہ ہو۔ اور اسی طرح مومن کی اجتماعی زندگی میں بھی کوئی ایسا زمانہ نہیں آتا جب کہ وہ جانی اور مالی جہاد نہ کر رہا ہو۔

فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ہوتے ہیں اور سچے کہلا سکتے ہیں کیونکہ ان کے اندر ایمان کی ایسی نشانیاں پائی جاتی ہیں جو انہوں نے اپنے اعمال سے سچی ثابت کر دکھائیں۔

پس یہ تمام باتیں جو ان آیات میں بیان کی گئی ہیں خدا تعالیٰ نے خود آنحضرت ﷺ کو بتائیں۔ پہلی بات یہ کہ اگرچہ منع فرمایا گیا کہ تم اپنے آپ کو مومن نہ کہو کیونکہ خدا کے نزدیک تم مومن

نہیں ہو لیکن اس کے باوجود ان کو اجازت دی گئی کہ وہ مسلمان کہلائیں اور ہر فرد بشر کا یہ کہنے کا حق کہ میں مسلمان ہوں۔ یہ اس طرح عطا فرما دیا گیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اب اس حق کو چھین نہیں سکتی کیونکہ اس سے بڑھ کر کسی کا کفر ثابت نہیں ہوسکتا کہ عالم الغیب خدا خبر دے اور وہ خبر اصدق الصادقین کو دے رہا ہو اور اس کے باوجود خود یہ بھی فرما رہا ہو کہ اے رسولؐ! تو بھی ان کو غیر مسلم نہیں کہے گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ وہ اعراب (بادیہ نشین) جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے ان کو حضور اکرم ﷺ نے کبھی غیر مسلم قرار دیا ہو۔ اس کا دوسرا پہلو اور بھی عجیب ہے۔ جب یہ کہا گیا کہ تم اپنے آپ کو مومن نہ کہو تو بظاہر یہ ایسا حکم ہے کہ اس کے بعد اگر وہ اپنے آپ کو مومن کہتے تو آج کل کے علماء کا جو تصور اسلام ہے اس کی رو سے ان کے خلاف جہاد شروع ہو جانا چاہئے تھا۔ ان کا تصور اسلام اگر درست ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بارہ میں پیش رفت فرماتے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ ایسے لوگوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ مومن ہی کہا۔ جن کو کہا جا رہا ہے کہ تم مومن نہیں ہو اپنے آپ کو مومن نہ کہو وہ مومن کہتے چلے گئے اور ایک بھی واقعہ ایسا نہیں کہ اس حکم کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبراً ان کو مومن کہلانے سے محروم کیا ہو۔ یہ ہے عظمت اسلام اور یہ ہے عظمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ایسے عظیم الشان دین کا حلیہ بگاڑنے والے بعد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اس کا کیا حلیہ بنا دیا یہ قصہ میں آپ کو بعد میں سناؤں گا۔ اس وقت میں حکومت پاکستان کے اس رویہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر ہمیں عقلاً اعتراض ہے اور وہ یہ کہ اسلام کے نام پر ہمارے خلاف جو معاندانہ رویہ اختیار کیا گیا ہے اس سے قرآن کریم کی بھی نفی ہوتی ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور فعل کی بھی نفی ہوتی ہے کیونکہ اس ظالمانہ رویہ کے مطابق حکومت ہم سے وہ بنیادی حق چھین رہی ہے جس کے متعلق خدائے حکیم وخبیر رسول اکرمؐ سے فرماتا ہے کہ اے رسولؐ! تم بھی یہ حق کسی سے نہ چھینو لیکن ہم حکومت پاکستان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ تم میں یہ طاقت کہاں سے آ گئی؟

جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی معاندانہ اور ظالمانہ رویہ اختیار کرنے کے لئے جو عذر تراشے گئے ہیں اور اپنے موقف کو معقول بنانے کی جو کوششیں کی گئی ہیں ان میں سے ایک باب کا

عنوان ’’نئے مذہب کے مضمرات‘‘ رکھا گیا ہے اور اس باب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جماعت احمدیہ چونکہ واضح طور پر دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتی ہے اس لئے عقلی تقاضا ہے کہ ہم بھی انہیں کافر کہیں، پس احمدیوں کو پھر اعتراض کس بات پر ہے۔ باہر کی دنیا والے جو ان باریک مسائل کو نہیں سمجھتے ان کے سامنے یہ مؤقف پیش کیا جا رہا ہے کہ اس سے زیادہ معقول اور کیا طریق ہوسکتا ہے۔ یہ ہمیں کافر کہتے ہیں اور ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ احمدیت کو نہ ماننے والے کافر ہیں اس کے مقابل پر جب ہم ان کو کافر کہتے ہیں تو یہ شور مچا دیتے ہیں اور ساری دنیا میں بدنام کرتے ہیں حالانکہ یہ تو ان کے دعویٰ کا ایک طبعی تقاضا ہے اور اس کے سوا ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

دوسرا موقف یہ پیش کیا گیا ہے کہ احمدیوں نے صرف ہمیں کافر ہی نہیں ٹھہرایا بلکہ امر واقعہ کے طور پر امت مسلمہ سے وہ تمام تعلقات منقطع کر لئے جن کی بنا پر امت مسلمہ ایک امت کہلانے کی مستحق ہوتی ہے۔ پس جب ہر قسم کے تہذیبی، ثقافتی اور مذہبی تعلقات منقطع کر کے یہ خود ہم سے الگ ہو گئے تو ان کی اس حرکت کا نام جب ہم نے الگ ہونا رکھا تو ان کو غصہ آ گیا کہ تم ہمیں الگ کیوں کرتے ہو۔ جب اپنے منہ سے، اپنے الفاظ سے الگ ہوئے، ہر بات میں اپنے تعلقات توڑ لئے تو کیا اب ہم ان کو یہ بھی نہ کہہ سکیں کہ ہاں تم الگ ہو گئے ہو اس لئے اب ہمارا تو اس میں کوئی جرم نہیں۔ بظاہر اس موقف میں بڑی معصومیت پائی جاتی ہے لیکن جب ہم آگے چل کر اس کا مزید جائزہ لیں گے تو بات کھلتی چلی جائے گی اور صورت حال بالکل برعکس نظر آئے گی۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے اور سراسر جھوٹا الزام ہے کہ جماعت احمدیہ نے کفر کے فتوے میں پہل کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی یہ سوال اٹھایا گیا تھا۔ آپؑ نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا:

> ’’کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتویٰ کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے تو وہ پیش کریں۔ ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو خود ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم

نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۱۲۳)

یہاں ضمناً یہ بات بھی کھول دینی ضروری ہے کہ قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے کسی کو غیر مسلم ٹھہرانے کا حق کسی انسان کو نہیں دیا گیا اور اسلام کا دعویٰ کرنے والے کو خواہ وہ کیسا بھی ہو اور خواہ اس کے دل میں ایمان کا ایک ذرہ بھی نہ ہو اس کو بھی خدا یہ اجازت دیتا ہے کہ مسلمان کہلاتا رہے لیکن دوسروں کو یہ حق دے دیا کہ جن کو خدا خبر دے یا جن کے پاس دلیل ہو وہ کسی کو کافر ٹھہرا دیں ان دو چیزوں میں بہت فرق ہے جب فرمایا لَّمْ تُؤْمِنُوْا تم ایمان نہیں لائے تم اپنے آپ کو مومن نہ کہو تو کافر ٹھہرانا اور کس کو کہتے ہیں؟ کافر ٹھہرانے کا حق تو دیا لیکن قطعی خبر کے نتیجہ میں، کسی پختہ دلیل اور برہان کے نتیجہ میں نہ یہ کہ ویسے ہی شغلاً ایک دوسرے کو کافر ٹھہرانے کا وطیرہ بنالیا گیا ہو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب لوگوں کو کافر ٹھہرایا تو آپ کا ایسا کرنا قرآن کے منشاء کے عین مطابق تھا اور اسی طرح آنحضرت ﷺ کی منشاء کے بھی عین مطابق تھا۔ ایسا کرتے وقت آپؑ نے وہ تمام دلائل پھر پیش فرمائے جن کے نتیجہ میں قرآن اور حدیث کی رو سے ایسا شخص کافر ٹھہرائے جانے کا مستحق بنتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپؑ نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث پیش فرمائی اور اسی پر بناء کرتے ہوئے اپنا موقف پیش فرمایا کہ جو شخص بھی کسی مومن کو کافر کہہ دے تو ایسا کفر اسی کہنے والے پر آن پڑتا ہے اور وہ شخص خود کافر ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ ایسے بہت سے اقتباسات ہیں جن سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تفصیل سے پہلے اپنے مخالفین کو سمجھانے کی کوشش فرمائی اور آپ نے ان کو بار بار متنبہ فرمایا کہ تم ایسی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ ہمارے لئے پھر اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا کہ تمہیں آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق وہی کچھ سمجھیں جو حدیث سے مستنبط ہے۔ آپ نے بار بار فرمایا کہ دیکھو ہم تم پر حجت تمام کرتے ہیں تم ان حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا کفر تم پر لوٹ کر پڑے گا اور ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا کہ تمہیں کافر سمجھیں کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا یہ فرمان ہے جس سے کوئی مسلمان سر مو انحراف نہیں کر سکتا۔

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتویٰ کفر کا تعلق ہے اس پہلو سے بھی یہ فتویٰ ایک امتیاز رکھتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ مولویوں کی تکفیر کے بعد یہ فتویٰ دیا بلکہ حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تکفیر کا یہ فتویٰ سب سے زیادہ مہذب اور نرم الفاظ میں دیا گیا جس میں دلائل کے ساتھ بار بار سمجھا کر بتایا گیا ہے کہ اس لحاظ سے تم کافر بنتے ہو لیکن جنہوں نے پہل کی وہ ایک ایسا باب ہے جس کو آج کے بعض مسلمان عمداً اور بعض غیر ارادی طور پر یا لاعلمی کی وجہ سے بھول چکے ہیں۔اس پر نظر نہیں رکھتے اور یہ باب بھی اتنا گندا اور بھیانک ہے کہ اس کے تمام صفحات آپ کے سامنے پیش نہیں کئے جاسکتے۔ میں نے صرف چند نمونے پیش کرنے کے لئے منتخب کئے ہیں۔

سب سے پہلے تو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں بتانا چاہتا ہوں کہ آپؑ کے ساتھ مولویوں کی طرف سے کیا سلوک کیا گیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

> ’’مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر صدہا پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب، مفسد، دجال، مفتری، مکار ٹھگ، فاسق فاجر خائن رکھا۔تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت نیت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں۔ میں نفسانی جوش سے کسی کا دشمن نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک سے بھلائی کروں مگر جب کوئی حد سے بڑھ جائے تو میں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے۔ان سب مولوی لوگوں نے مجھے دکھ دیا اور حد سے زیادہ دکھ دیا اور ہر ایک بات ہنسی اور ٹھٹھا کا نشانہ بنایا۔ پس میں بجز اس کے کیا کہوں کہ
> یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ (یٰسٓ:۳۱) (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۵۳)

یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے واضح موقف کی ابتدا لیکن جہاں تک مخالف مولویوں کے فتاویٰ کا تعلق ہے جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختصراً فرمایا ہے ان میں سے چند ایک میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور سب سے پہلے مولوی عبد الصمد غزنوی کے فتویٰ کو لیتا ہوں۔

مولوی غزنوی صاحب نے لکھا کہ:

’’یہ گمراہ کرنے والا چھپا مرتد ہے بلکہ وہ اپنے شیطان سے زیادہ گمراہ ہے جو اس سے کھیل رہا ہے۔ اگر یہ شخص اس اعتقاد پر مرجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ یہ مسلمانوں کی قبروں میں دفن کیا جائے تا کہ وہ اہل قبور اس سے ایذا نہ پاویں۔‘‘ (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ نمبر صفحہ ۲۰۱)

اسی طرح میاں نذیر حسین دہلوی جو شیخ الکل کہلاتے ہیں انہوں نے اپنے فتویٰ میں لکھا:

’’اہل سنت سے خارج۔اس کا عملی طریق ملحدین باطنیہ وغیرہ اہل ضال کا طریق ہے،اس کے دعوے واشاعت اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق سے اس کو تیس دجالوں میں سے جن کی خبر حدیث میں وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہیں۔اس کے پیرو ہم مشرب ذریات دجال ،خدا پر افتراء باندھنے والا، اس کی تاویلات الحاد وتحریف ،کذب وتدلیس سے کام لینے والا، دجال ، بے علم، نافہم ،اہل بدعت وضلالت۔

جو کچھ ہم نے سوال سائل کے جواب میں کہا اور قادیانی کے حق میں فتویٰ دیا وہ صحیح ہے.....اب مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے دجال کذاب سے احتراز کریں اور اس سے وہ دینی معاملات نہ کریں جو اہل اسلام میں باہم ہونے چاہئیں۔نہ اس کی محبت اختیار کریں۔اور نہ اس کو ابتداءً سلام کریں اور نہ اس کو دعوت مسنون میں بلاویں اور نہ اس کی دعوت قبول کریں اور نہ اس کے پیچھے اقتدا کریں اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔‘‘

(اشاعۃ السنۃ النبویۃ۔جلد ۱۳ نمبر ۶۔۱۸۹۰ء صفحہ ۱۴۰،۱۴۱،۱۸۵)

اسی طرح ۱۸۹۳ء ہی میں قاضی عبید اللہ صاحب مدراسی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک فتویٰ دیا جس کی بنیاد اس بات پر رکھی کہ جو شخص بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے اور جسمانی نزول کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے۔چنانچہ قاضی صاحب نے لکھا:

’’وہ شرع شریف کی رو سے مرتد،زندیق وکافر ہے اور مصداق

ہمارے نبی کریم ﷺ کی پیشگوئی کے تیس دجالوں میں سے ایک ہے۔اور جس نے اس کی تابعداری کی وہ بھی کافر و مرتد ہے اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اس کی عورت حرام ہوتی ہے اور اپنی عورت کے ساتھ جو وطی کرے گا سو وہ زنا ہے اور ایسی حالت میں جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ ولدالزنا ہوتی ہے اور مرتد بغیر توبہ کے مر گیا تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھنا اور اس کو مقابر اہل اسلام میں دفن نہیں کرنا۔ بلکہ بغیر غسل و کفن کے کتے کی مانند گڑھے میں ڈال دینا۔‘‘

(فتویٰ در تکفیر منکر عروج جسمی و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام صفحہ ۶۶۔۶۷)

دیکھیں یہ ہے زبان مولویوں کے فتوؤں کی اور یہ تو ابھی صرف چند نمونے ہیں ورنہ ایسے بے شمار فتوے لکھ کر ملک میں پھیلائے گئے اور پھر واقعۃً ان فتوؤں پر عمل بھی کیا گیا کیونکہ یہ ایسے فتاویٰ نہیں تھے صرف جو مولویوں کی کتابوں کی زینت بن کر رہ گئے ہوں بلکہ ان کی ملک گیر تشہیر کی گئی، عوام الناس کے ذریعہ ان فتاویٰ پر عمل بھی کروایا گیا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے خلاف عوام اس حد تک مشتعل ہو گئے کہ بقول مولوی عبدالاحد خانپوری:

’’جب طائفہ مرزائیہ امرتسر میں بہت ذلیل و خوار ہوئے، جمعہ و جماعت سے نکالے گئے اور جس مسجد میں جمع ہو کر نمازیں پڑھتے تھے اس میں سے بے عزتی کے ساتھ بدر کئے گئے اور جہاں قیصری باغ میں نماز جمعہ پڑھتے تھے وہاں سے حکماً روکے گئے تو نہایت تنگ ہو کر مرزا قادیانی سے اجازت مانگی کہ مسجد نئی تیار کریں۔‘‘ (اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی)

یہ وہ حالات ہیں جو علیحدگی پر منتج ہوئے۔آج مولوی یہ کہتے نہیں تھکتے کہ جماعت احمدیہ نے کفر کے فتویٰ میں پہل کی اور پھر علیحدہ ہونے شروع ہو گئے اور یہ ساری باتیں عوام الناس یعنی مسلمانوں سے چھپا رہے ہیں یہ ان کا کردار ہے، یہ ان کی تاریخ ہے جو بتا رہی ہے کہ کس طرح جماعت احمدیہ کو علیحدہ ہونے پر مجبور کیا گیا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فتویٰ دیا اس کو دیکھئے اور ان لوگوں کے فتاویٰ کی زبان دیکھئے آخر کسی بات کی حد بھی ہوتی ہے، انسان

کے اندر شرافت کی کوئی تو رمق باقی رہنی چاہئے مگر مولویوں کے فتووں میں اتنا جھوٹ ہے، اس قسم کا کذب ہے اور اس طرح کا افتراء ہے کہ انسانی روح کانپ اٹھتی ہے۔ عوام الناس کو جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ بول بول کر مشتعل کیا جارہا ہے اور اشتعال کی اصل باتیں لوگوں سے چھپائی جارہی ہیں۔ اب دیکھئے اس فتویٰ میں یہ بتایا گیا ہے کہ احمدی جس جگہ نمازیں پڑھتے تھے وہاں سے حکماً رکوائے گئے تو پھر تنگ آکر مسجد بنانے کی اجازت مانگی اور اب کہتے ہیں کہ تم مسجدیں کیوں بناتے ہو۔ تو خیر آگے سنئے:

> ''تب مرزا نے ان کو کہا کہ صبر کرو میں لوگوں سے صلح کرتا ہوں۔ اگر صلح ہوگئی تو مسجد بنانے کی کچھ حاجت نہیں۔''

حد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوصلے اور صبر کی۔ ان حالات میں بھی فرماتے ہیں کہ میں اب بھی صلح کی کوشش کرتا ہوں اگر صلح ہوگئی تو مسجد بنانے کی ضرورت نہیں۔ پھر آگے سنئے:

> ''اور نیز اور بہت قسم کی ذلتیں اٹھائیں۔ معاملہ و برتاؤ مسلمانوں سے بند ہوگیا۔ عورتیں منکوحہ و مخطوبہ بوجہ مرزائیت کے چھینی گئیں۔ مردے ان کے بے تجہیز و تکفین اور بے جنازہ گڑھوں میں دبائے گئے وغیرہ وغیرہ تو ......قادیانی نے یہ اشتہار مصالحت کا دیا۔'' (اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکچر لدھیانہ میں جب جوابی فتویٰ صادر فرمایا تو دیکھئے وہ کس طرح قرآن کی حدود کے اندر اور ان تمام احتیاطوں کے ساتھ صادر کیا گیا جن کا قرآن کریم کی تعلیم تقاضا کرتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

> ''اس وقت مسلمان اَسْلَمْنَا میں تو بے شک داخل ہیں مگر اٰمَنَّا کی ذیل میں نہیں۔'' (لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۲۹۵)

اور جب یہ فرمایا اس کے تمام مضمرات بیان فرما دیئے گویا پورا دریا ایک کوزے میں بند فرما دیا ہے یعنی احمدیوں کو مسلمانوں کے معاملات میں اس سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ جس حد تک حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ ان لوگوں کے معاملہ میں گئے جن کے متعلق خدا نے خبر

دی تھی کہ فلاں فلاں لوگ ایمان نہیں لائے ۔ یعنی خدا فرماتا ہے اے رسولؐ! تمہیں بھی حق نہیں کہ ان کو مسلمان کہنے سے روکو یا یہ مطالبہ ہی کرو بلکہ یہ بھی حق نہیں کہ ان کو مومن کہنے سے روکو یا اس کا مطالبہ کرو۔ ان شرائط اور ان حدود کے اندر تاریخ نے یا سنت نبویؐ نے اس آیۂ کریمہ پر جو روشنی ڈالی ہے اس کے مطابق کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو غیر مسلم کہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے مخالفین کے لئے کہیں غیر مسلم کا لفظ استعمال نہیں فرمایا البتہ جہاں تک ایک مسلمان کو کافر ٹھہرانے کا تعلق ہے آپؑ نے فرمایا:

''یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جب کہ دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھیرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہیں کے فتویٰ سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۸)

یعنی تو پھر اب میں کیسے رک سکتا ہوں اس فتویٰ سے جو مخالفین کے پیدا کردہ حالات کا طبعی نتیجہ ہے۔ چنانچہ آپ نے آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کا حوالہ دیا جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔

''ایما رجل مسلم اکفر رجلا مسلما فان کان کافرا والا کان هو الکافر'' (ابوداؤد کتاب السنۃ حدیث نمبر: ۴۰۶۷)

کہ جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر ٹھہرائے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے''

دیکھیں کیسا مربوط مسلک ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے مسلسل بنا ہے قرآن کریم کے ایک فرمان پر اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشاد پر اور اسی دائرہ کے اندر یہ مہذبانہ فتویٰ دیا جا رہا ہے فرماتے ہیں۔

''ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائے۔ آپ کو شاید معلوم نہ ہو جب میں نے مامور ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کے بعد بٹالہ کے محمد حسین مولوی ابوسعید صاحب نے بڑی محنت سے ایک فتویٰ تیار کیا۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ شخص کافر ہے، دجال ہے، ضال ہے اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے، جو ان سے السلام علیکم کرے یا مصافحہ یا انہیں مسلمان کہے وہ بھی کافر اب سنو یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو مومن کو کافر کہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ پس اس مسئلہ سے ہم کس طرح انکار کر سکتے ہیں آپ لوگ خود ہی کہہ دیں کہ ان حالات کے ماتحت ہمارے لئے کیا راہ ہے ہم نے ان پر پہلے کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ اب جو انہیں کافر کہا جاتا ہے تو یہ انہیں کے کافر بنانے کا نتیجہ ہے۔ ایک شخص نے ہم سے مباہلہ کی درخواست کی ہم نے کہا کہ دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں۔''

غور سے سنئے اس بات کو یعنی ان تمام فتاویٰ کے باوجود جن کی زبان نہایت کریہہ اور گندی ہے مغلظات سے پر ہے ان کو فتویٰ کہا ہی نہیں جا سکتا مگر ان کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صبر وتحمل اور ہمت وحوصلہ دیکھیں فرماتے ہیں میں نے ان کو جواب دیا کہ دو مسلمانوں کے مابین مباہلہ جائز نہیں مگر:

''اس نے جواب لکھا کہ ہم تو تجھے پکا کافر سمجھتے ہیں''

اس شخص نے عرض کیا جس نے یہ پہلا سوال کیا تھا جس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ وہ آپ کو کافر کہتے ہیں تو کہیں لیکن اگر آپ نہ کہیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

یعنی باوجود اس کے کہ اس بات کو پوری طرح سمجھا چکے ہیں کہ دیکھو یہ تم سب کا اپنا فتویٰ ہے پھر بھی سوال پوچھنے والا اصرار کرتا چلا گیا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے اسے کافر نہ سمجھیں تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے اور یہ ہم سے نہیں ہوسکتا۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۳۵-۶۳۶)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قطع نظر اس کے کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں سے پہلے کس نے کس کو کیا کہا دیکھنا یہ ہے کہ اس کا طبعی اور منطقی نتیجہ جو پاکستان کی حکومت نے نکالا ہے اگر وہ اس بات میں متقی ہیں اور واقع میں اس کے سوا کوئی اور نتیجہ نکالنا ان کے لئے ممکن نہیں ہے تو پھر اس مسلک پر قائم رہیں۔ پھر تو دلیل یہ بنتی ہے کہ جو شخص خود دوسرے کو کافر کہہ دے اور اس سے تعلقات منقطع کر لے اس شخص کے متعلق یا اس مذہب کے متعلق یا اس فرقے کے متعلق حکومت پاکستان کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ اسے کلیتہً غیر مسلم قرار دے دے اور اس کو تمام اسلامی حقوق سے محروم کر دے۔

ہمارے متعلق ایک طبعی اور منطقی دلیل جو بنائی گئی ہے اگر یہ دلیل درست ہے تو پھر ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جنہوں نے ایک دوسرے کے خلاف فتوے دے رکھے ہیں ان فتاویٰ میں سے میں چند ایک فتوے آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

سب سے پہلے بریلویوں کا فتویٰ سنئے۔ بریلوی صرف ہمارے خلاف ہی نہیں بلکہ ان لوگوں کے بھی خلاف ہیں جو آج اس حکومت کے سب سے زیادہ لاڈلے اور منہ چڑھے ہیں یعنی وہابی اور دیوبندی۔ چنانچہ بریلوی علماء میں سے چوٹی کے علماء کا فتویٰ ہے کسی عام عالم کا فتویٰ نہیں۔ بڑا لمبا فتویٰ ہے میں اسے مختلف ٹکڑوں میں بیان کرتا ہوں۔ لکھا ہے:

> ”وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبارتوں میں تمام اولیاء انبیاء حتیٰ کہ حضرت سید الاولین وآخرین ﷺ کی اور خاص ذات باری تعالیٰ شانہ، کی اہانت وہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد وکافر ہیں اور ان کا ارتداد وکفر سخت سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جوان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد وکفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا مرتد اور کافر ہے۔“

(وہابیہ دیوبندیہ عقائد والوں کی نسبت تین سو علماء اہل السنة والجماعت کا متفقہ فتویٰ المعلن محمد ابراہیم بھاگلپوری صفحہ ۶۳)

اب حکومت پاکستان کے لئے کون سی راہ باقی رہ گئی ہے اگر ان کے کفر پر ذرا سا بھی شک کریں تو آپ خود دائرہ اسلام سے باہر چلے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود نہ دیوبندیوں وہابیوں پر حکومت فتوے لگا رہی ہے اور نہ ان پر لگا رہی ہے جو فتویٰ دے رہے ہیں۔ ذرا فتویٰ کی تفصیلات سنئے۔ تعلقات منقطع کرنے کا الزام جماعت احمدیہ پر لگاتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے فتوے کی بناء پر

جو تعلقات منقطع کئے وہ سنئے لکھا ہے:

''مسلمانوں کو چاہئے کہ ان سے بالکل ہی محترز و مجتنب رہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔''

(ایضاً)

اب دیکھیں جماعت احمدیہ نے تو کبھی بھی یہ تعلیم نہیں دی ہم تو کہتے ہیں تعلقات رکھو ایک دوسرے سے ملو اور ہر قسم کے روابط استوار کرو۔ محبت و پیار سے پیش آؤ۔ خدمت بجالاؤ۔ اور جماعت کی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جماعت کا ہمیشہ یہی سلوک رہا ہے ۔ ہاں پیچھے نماز نہیں پڑھنی۔ کیوں نہیں پڑھنی اس کی وجوہات ہیں ایک تو وہ وجہ ہے جس کو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کچھ اور بھی وجوہات ہیں جن کا میں بیان کروں گا لیکن اپنے پیچھے نماز پڑھنے سے کبھی نہیں روکا۔ آج تک کبھی اشارۃً یا کنایۃً بھی جماعت کی طرف سے اس قسم کا کوئی واقعہ ثابت نہیں ہوا نہ مسجدوں سے کسی کو محروم کیا گیا۔ ہم تو اپنی مسجدوں میں خود بلاتے ہیں ، ان کو دعوتیں دیتے ہیں اور اجازت دیتے ہیں کہ اگر ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھنی تو تم خود شوق سے جس طرح چاہو ہماری مسجد میں خود نماز پڑھ لو، بے شک باجماعت نماز پڑھ لو۔ چنانچہ ایسے واقعات آئے دن ربوہ میں رونما ہوتے تھے۔ سوال و جواب کے لئے غیر احمدی دوست جب ربوہ تشریف لاتے تھے تو مسجد مبارک میں بھی بعض اوقات دو نمازیں ہوتی تھیں۔ ایک ہماری نماز اور دوسری غیر احمدی دوستوں کی۔ ان سے یہ کہا جاتا تھا کہ آپ بے شک شوق سے نماز پڑھیں۔ چنانچہ وہ اپنی نماز الگ پڑھ لیتے تھے۔ کبھی کسی نے نہیں روکا لیکن فتویٰ زیر نظر میں لکھا ہے:

''ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔ اور نہ اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں۔ نہ ان کا ذبیحہ کھائیں اور نہ ان کی شادی غمی میں شریک ہوں۔'' (ایضاً)

ان میں سے کون سے تعلقات ہیں جو احمدیوں نے توڑے ہیں۔ اس فتویٰ کے باوجود احمدیوں نے نہیں توڑے کیونکہ جماعت احمدیہ کا یہ مسلک نہیں ہے۔ یہ فتویٰ آگے چلتا ہے۔ لکھا ہے:

''نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے تو پنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں۔ غرض ان سے بالکل احتیاط و اجتناب رکھیں۔'' (ایضاً)

یہ ہے حضرات علمائے اہل سنت کے فتوؤں کا خلاصہ اور یہ فتوے دینے والے صرف ہندوستان ہی کے علماء نہیں ہیں بلکہ جب وہابیہ دیوبندیہ کی عبارتیں ترجمہ کر کے بھیجی گئیں تو افغانستان وخیوا و بخارا و ایران و مصر و روم و شام اور مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ وغیرہ تمام دیار عرب و کوفہ و بغداد شریف غرض تمام جہان کے علمائے اہل سنت نے بالا تفاق یہی فتویٰ دیا ہے کہ:

''ان عبارتوں سے اولیاء انبیاء اور خود خدائے تعالیٰ شانہ، کی سخت سخت اشد اہانت وتوہین ہوئی۔ پس وہابیہ دیوبندیہ سخت سخت اشد مرتد و کافر ہیں ایسے کہ جوان کو کافر نہ کہے خود کافر ہو جائے گا، اس کی عورت اس کے عقد سے باہر ہو جائے گی اور جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی اور از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی۔'' (ایضاً)

یہ ہیں ان مولویوں کے فتوے لیکن جماعت احمدیہ کے اس فتوے کو اچھالا جارہا ہے جس کے ساتھ دلائل دیئے گئے ہیں۔ مہذبانہ گفتگو کی گئی ہے اور قرآنی آیات پر بناء کرتے ہوئے استدلال کیا گیا ہے۔ پھر سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان سے کیا سلوک ہونا چاہئے جنہوں نے وہابیوں دیوبندیوں کو کافر ٹھہرا کر ان کی جڑ ہی اکھاڑ دی ہے۔ اب ان کتابوں کے نام سنئے جن میں ان فتویٰ کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں:

(1) تقدیس الوکیل (2) السیف المسلول (3) عقائد وہابیہ دیوبندیہ (4) تاریخ دیوبندیہ (5) حسام الحرمین (6) فتاویٰ الحرمین (7) الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ۔ وغیرہ وغیرہ۔

اور اب دیوبندیوں کا بریلویوں کے خلاف فتویٰ سن لیجئے۔ مندرجہ بالا فتویٰ کا جواب انہوں نے ایک ہی فقرہ میں اکٹھا دے دیا ہے۔ لکھا ہے:

''یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف

سے لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے موجب خروج ایمان وازالہ تصدیق وایقان ہوں گی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے **انک لا تدری ما احدثوا بعدک** اور رسول مقبول علیہ السلام دجال بریلوی اوران اتباع کو سحقاً سحقاً فرما کر حوض مورود وشفاعت محمود سے کتوں سے برتر کر کے دھتکار دیں گے اور امت مرحومہ کے اجر وثواب ومنازل ونعم سے محروم کئے جائیں گے۔‘‘

(رجوم المذنبین علی رؤوس الشیاطین المشہور بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب صفحہ ۱۱۹۔۱۲۰ مولفہ مولوی سید حسین احمد صاحب مدنی)

اب یہ تو پاکستان کے ان دو بڑے بڑے فرقوں کی بات ہوئی ہے جو ملک کی بڑی بھاری اکثریت بناتے ہیں، یہ ان کے آپس کے فتوے ہیں۔ پاکستان کی حکومت کا موقف اگر دیانت داری پر مبنی ہے تو ان کے ساتھ اس سے کئی گنا زیادہ سخت سلوک ہونا چاہئے جو جماعت احمدیہ سے روا رکھا جارہا ہے۔

رہے شیعہ حضرات تو ان کے بارہ میں بھی فتویٰ سن لیجئے! لکھا ہے:

’’رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔‘‘

ایسا لفظ ان کو پسند آیا ہے کہ بار بار اس بے ہودہ لفظ کو استعمال کر رہے ہیں۔ پھر آگے لکھا ہے:

’’معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی نکاح ہرگز نہ ہوگا محض زنا ہوگا اولاد ولد الزنا ہوگی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لئے مہر نہیں۔‘‘ (اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ ردالرفضہ صفحہ ۳۰۔۳۱)

ان فتوؤں میں ایسی غلیظ اور گندی زبان استعمال کی گئی ہے اور پھر بھی کہتے ہیں ہم علمائے دین ہیں۔ان مولویوں نے مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑا۔ یہ فتویٰ آگے چلتا ہے۔لکھا ہے:۔

"رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا۔سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی۔ یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں (یہ سارا ان فتویٰ دینے والوں کی طرف لوٹا دینا چاہئے۔ناقل) ان کے مرد عورت، عالم، جاہل کسی سے میل جول، سلام کلام سخت کبیرہ اشد حرام۔جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام آئمہ دین کافر بے دین ہے۔اور اس کے لئے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے۔مسلمان پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے سنی بنیں۔" (ایضاً)

اور بھی اسی طرح کے بڑے بڑے خوفناک فتوے ہیں جن کو اس وقت میں چھوڑ رہا ہوں۔ایک دوسرے کے خلاف ایسے ایسے خوفناک اور گندے فتاویٰ کے انبار لگے ہوئے ہیں کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے۔فتاویٰ دینے کے گویا کارخانے بنے ہوئے ہیں، ہر کارخانے سے گند نکل رہا ہے، بایں ہمہ جماعت احمدیہ پر یہ الزام ہے کہ اس نے ہمیں کافر کہہ دیا جبکہ جماعت کے فتویٰ کے اندر ایک دلیل ہے ایک بڑا بھاری استدلال قرآن کا موجود ہے پھر بنیادی حق سے محروم نہیں کیا جا رہا بلکہ یہ کہا جا رہا ہے کہ تم بے شک اپنے آپ کو مسلمان سمجھو، مومن کہو کہتے چلے جاؤ اس پر ہمارا کوئی حق نہیں، ہاں ایسا سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فتویٰ ہے جماعت کا یہ موقف تو ناقابل برداشت ہے اس سے گویا سارے تعلقات منقطع ہو گئے اس لئے کہا گیا کہ اسے دائرہ اسلام سے خارج کرو، ان کی مسجدیں جلا دو، گنبد توڑ دو، اگر مسجدیں نہیں جلانی تو کم سے کم رخ ہی بدل دو اور آخری بات یہ کہ یہ مرتد ہو گئے اس لئے اگرچہ پاکستانی حکومت واقعۃً اسلامی حکومت ہے تو فتویٰ اب یہ ہے کہ ان کا قتل عام کرو کوئی بھی ان میں سے بچ کر باہر نہ جائے۔مگر یہ جو ایک دوسرے کے خلاف گندی زبانیں استعمال کی گئی ہیں ان کو سن ہی نہیں رہے یہ گندے فتوے ان کو نظر ہی نہیں آ رہے۔

اب یہ کہیں گے کہ شاید شیعوں نے نسبتاً زیادہ نرمی کا سلوک کیا ہوگا اس لئے شیعوں کا بھی فتویٰ دیکھ لیتے ہیں کہ وہ سنیوں کے متعلق کیا سمجھتے ہیں۔لکھا ہے:

''فرقہ حقہ شیعہ کے نزدیک شیعہ عورت کا نکاح کسی غیر شیعہ اثنا عشریہ کے ہمراہ اس لئے ناجائز ہے کہ غیر اثنا عشری کو وہ مومن نہیں سمجھتے۔جو مسلمان کہ غیر اثنا عشری عقیدہ رکھتا ہو شیعوں کے نزدیک وہ مومن نہیں مسلمان ہے۔''

یہاں انہوں نے ایک معقول بات کی ہے جس کے لئے واقعی ان کو داد دینی پڑتی ہے۔اب سمجھ آئی کہ یہ اپنے آپ کو مومن کیوں کہتے ہیں انہوں نے مسئلہ کی بناء قرآن پر رکھی ہے اور اس بارہ میں کم سے کم دوسرے سنی علماء کی نسبت زیادہ عقل اور حکمت سے کام لیا ہے۔کہتے ہیں قرآن سے جائز ہے تم کسی کو مومن نہ سمجھو لیکن وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو بے شک کہنے دو اور یہ بڑی معقول بات ہے مومن نہیں ہے مگر مسلمان ہے لیکن اس کے باوجود اگر کسی غیر شیعہ کے ساتھ نکاح ہو جائے تو کیا فتویٰ ہے۔علامہ الحائری شیعوں کے بہت بڑے عالم تھے ان کے صاحبزادہ کہتے ہیں:

''ایسی صورت میں باوجود عالم مسئلہ ہونے کے اگر ایسا نکاح واقعہ ہو جائے تو وہ نکاح باطل ہے ان کی اولاد بھی شرعاً ولد الزنا ہوگی۔''

(مسئلہ نکاح شیعہ وسنی کا مدلل فیصلہ موسوم بہ ''النظر'' مولفہ سید محمد رضی الرضوی القمی ابن علامہ الحائری صفحہ ۲)

ایک اور فتویٰ سنئے۔لکھا ہے:

''جو لوگ آئمہ معصومین کے حق میں شک رکھتے ہیں ان کی لڑکیوں سے تو شادی کر لو مگر ان کو لڑکی مت دو۔کیونکہ عورت اپنے شوہر کے ادب کو لیتی ہے اور شوہر قہراً اور جبراً عورت کو اپنے دین اور مذہب پر لے آتا ہے۔''

(ایضاً صفحہ ۱۶)

ان دونوں فتاویٰ میں زبان نسبتاً زیادہ شریفانہ ہے اور معقولیت کا رنگ بھی نسبتاً زیادہ ہے یعنی یوں نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی گندی گالیاں دے رہا ہے ان کے فتویٰ میں کوئی نہ کوئی دلیل تو بہر حال پیش کی گئی ہے مگر جماعت احمدیہ کی طرف سے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا گیا جس میں اشارۃً یا کنایۃً بھی ایسی شادی کو حرام قرار دیا گیا ہو اور خاوند اور بیوی کے ایسے تعلقات کو اس حد تک ناجائز قرار نہیں

دیا گیا کہ **نعوذباللہ من ذلک** یہ سارے گندے الفاظ اس میں بیان ہوئے ہوں۔

اب پرویزی اور چکڑالوی رہ جاتے ہیں ان کے متعلق سنئے کہ بریلوی، دیوبندی اور مودودی ان کے خلاف کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ لکھا ہے:

''چکڑالویت حضور سرور کائنات علیہ التسلیمات کے منصب ومقام اور آپ کی تشریعی حیثیت کی منکر اور آپؐ کی احادیث مبارکہ کی جانی دشمن ہے۔ رسول کریمؐ کے ان کھلے ہوئے باغیوں نے رسولؐ کے خلاف ایک مضبوط محاذ قائم کر دیا ہے۔ جانتے ہو! باغی کی سزا کیا ہے؟ صرف گولی۔''

(ہفت روزہ ''رضوان'' لاہور چکڑالویت نمبر ۲۱۔ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء صفحہ ۳)

پھر ولی حسن صاحب ٹونکی پرویزیوں پر صادر ہونے والے شرعی احکامات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''غلام احمد پرویز شریعت محمدیہؐ کی رو سے کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج۔ نہ اس کے عقد نکاح میں کوئی مسلمان عورت رہ سکتی ہے اور نہ کسی مسلمان عورت کا نکاح اس سے ہوسکتا ہے۔ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی نہ مسلمانوں کے قبرستان میں اس کا دفن کرنا جائز ہوگا۔ اور یہ حکم صرف پرویز ہی کا نہیں بلکہ ہر کافر کا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو اس کے متبعین میں ان عقائد کفریہ کے ہم نوا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور جب یہ مرتد ٹھہرا تو پھر اس کے ساتھ کسی قسم کے بھی اسلامی تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں ہیں۔''

(ولی حسن ٹونکی مفتی و مدرس وحمد یوسف بنوری شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ ٹاؤن کراچی)

ان کے متعلق مولوی امین احسن اصلاحی کا فتویٰ بھی سن لیجئے جو پہلے مودودی مسلک رکھتے تھے۔ لکھا ہے:

''اگر یہ مشورہ دینے والوں کا مطلب یہ ہے کہ شریعت صرف اتنی ہی ہے جتنی قرآن میں ہے، باقی اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ شریعت نہیں ہے تو یہ صریح کفر ہے اور بالکل اسی طرح کا کفر ہے جس طرح کا کفر قادیانیوں کا ہے

بلکہ کچھ اس سے بھی سخت اور شدید ہے۔‘‘

(روزنامہ تسنیم لاہور ۱۵ اگست ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۴)

مگر جو سلوک ہے یہ وہ نہیں کر رہے یہ کچھ اور کرنا چاہتے ہیں۔ کیوں کرنا چاہتے ہیں اس کے کیا عقلی نتائج نکلنے چاہئیں اس بارہ میں میں انشاء اللہ ایک الگ خطبہ میں ذکر کروں گا۔ علاوہ ازیں ایک فتویٰ یہ بھی ہے کہ پرویزیوں کے بچوں کا جنازہ بھی حرام ہے۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی، اپریل ۱۹۶۷ء صفحہ ۴۲۔۴۳)

دیو بندیوں کے علاوہ اہل حدیث بھی ہیں یعنی ہیں تو بنیادی طور پر آپس میں ملتے جلتے لیکن مقلد اور غیر مقلد کا باریک فرق ہے اس لئے اہل حدیث کے بارہ میں الگ فتویٰ بھی شائع کیا گیا۔ لکھا ہے:

’’وہابیہ وغیرہ مقلدین زمانہ باتفاق علمائے حرمین شریفین کافر و مرتد ہیں ایسے کہ جو ان کے اقوال ملعونہ پر اطلاع پا کر انہیں کافر نہ جانے یا شک بھی کرے خود کافر ہے۔ ان کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں ان کا نکاح کسی مسلمان کافر یا مرتد سے نہیں ہوسکتا۔ (یعنی اہلحدیث بیچاروں کا تو یہ حال ہے کہ کسی کافر اور مرتد سے بھی وہ نکاح نہیں کر سکتے۔ ناقل) ان کے ساتھ میل جول۔ کھانا پینا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ سلام کلام سب حرام ہے ان کے مفصل احکام کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف میں موجود ہیں۔‘‘

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ مرتبہ الحاج محمد داؤد راز خطیب جامع اہلحدیث)

کئی اور بڑے دلچسپ فتوے ہیں لیکن وقت نہیں اس لئے چھوڑتا ہوں۔ کہتے ہیں ہم جو یہ فتوے دے رہے ہیں یہ صرف اس لئے نہیں کہ ان کا مسلمانوں سے نکاح نہیں ہوسکتا بلکہ کہتے ہیں کافروں اور مشرکوں سے بھی نہیں ہوسکتا کسی انسان سے بھی نہیں ہوسکتا ہر صورت میں اولاد ولد الزنا کہلائے گی اور یہاں اس حد تک جا کر بھی ان کی پوری تسلی نہیں ہوئی کہتے ہیں اگر کسی جانور سے بھی شادی کر لیں اور اس سے اولاد ہو تو وہ بھی ولد الزنا اور محروم الارث

ہوگی ۔ (مفہوم فتویٰ از الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۹۷، ۹۸ مرتبہ مفتی اعظم ہند) یہ ایک ایسی غیظ وغضب کی آگ ہے جو ملاؤں کے سینوں میں ایک دوسرے کے خلاف بھڑک رہی ہے اور اس کے نتیجہ میں ظلم وتعدی کی باتیں ان کے منہ سے نکل رہی ہیں ان کے قلموں سے جاری ہورہی ہیں اور لوگوں نے ان سب سے آنکھیں بند کررکھی ہیں۔ نظر آتا ہے تو صرف جماعت احمدیہ کا وہ فتویٰ جس سے زیادہ شریفانہ، مہذبانہ اور معقول فتویٰ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے ۔۔۔۔۔۔ کہ اس کے لگ بھگ یا اس کے قریب پھٹکتا ہوا بھی کوئی فتویٰ نکال کر دکھائیں۔

رہی مودودی جماعت تو اس کے خلاف بھی فتویٰ سنئے ۔ شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ باقیوں کے نزدیک دائرہ اسلام کے اندر ہیں اور اس لئے ان کے ساتھ مختلف سلوک ہونا چاہئے۔ نہیں ! ایسا ہرگز نہیں ۔ چنانچہ محمد صادق صاحب مہتمم مدرسہ مظہر العلوم محلہ کھڈہ کراچی لکھتے ہیں:

> ”حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اصلی دجال سے پہلے تیس دجال اور پیدا ہوں گے جو اس دجال اصلی کا راستہ صاف کریں گے ۔ میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہیں ۔“
>
> (مولانا احمد علی کی مرتبہ حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب صفحہ ۹۷)

آپ کہیں گے فتویٰ دینے والا پتہ نہیں کون مولوی ہے ۔ مولوی مفتی محمود صاحب تو جانی پہچانی اور معروف شخصیت ہیں وہ فرماتے ہیں:

> ”میں آج یہاں پریس کلب حیدر آباد میں یہ فتویٰ دیتا ہوں کہ مودودی گمراہ، کافر اور خارج از اسلام ہے اس سے اور اس کی جماعت سے تعلق رکھنے والے کسی مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور حرام ہے ۔ اس کی جماعت سے تعلق رکھنا صریح کفر اور ضلالت ہے ۔ وہ امریکہ اور سرمایہ داروں کا ایجنٹ ہے ۔ اب وہ موت کے آخری کنارے تک پہنچ چکا ہے اب اسے کوئی طاقت نہیں بچا سکتی ۔“ (ہفت روزہ زندگی ۱۰۔ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۰)

اب یہ وہ دو طاقتیں ہیں جن پر موجودہ حکومت کی بناء ہے ایک دیوبندی جن کے نمائندہ یہ مفتی محمود صاحب اور ان کے ہم خیال ہیں اور دوسری جماعت اسلامی جن کے امیر مولوی مودودی

صاحب تھے اور جن کے خلاف مفتی محمود صاحب کا یہ فتویٰ ہے۔ سوچیں تو سہی نقشہ کیا بن رہا ہے۔ ہر طرف فساد اور ہر طرف ضلالت اور تضادات کا دور دورہ ہے۔ زبان سے کچھ کہہ رہے ہیں اور عمل سے کچھ کر رہے ہیں اور ہم سے شکوے ہیں اور ان شکوؤں میں سے ایک بڑا شکوہ یہ ہے کہ ظفر اللہ خان نے قائد اعظم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہیں دیکھتے کہ تم تو ایک دوسرے کے خلاف یہ فتوے دے رہے ہو کہ جو جنازہ پڑھے گا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی......وہ قائد اعظم جس کو تم کافر اعظم کہتے تھے اور یہی صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی کہتے تھے کہ ایک فاحشہ کی خاطر اس نے اسلام کو چھوڑ دیا۔ یہ سب کچھ کہنے کے نتیجہ میں تو وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے اور پھر تمہارے فتویٰ کے مطابق کہ اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے جو شیعہ ہے اور جو پڑھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ پس کوئی تک نہیں کوئی دلیل نہیں کسی پہلو میں بھی کوئی یکسانیت نہیں ہر طرف تضاد اور بیہودہ سرائی ہے اس کے سوا ان کی مخالفت میں کوئی بھی حقیقت نہیں۔

اب ایک مودودی صاحب رہ جاتے ہیں۔ وہ بڑے معقول سمجھے جاتے ہیں اور ان باتوں میں بڑے متوازی اور تعلیم یافتہ مسلمان ہیں اور عمومی تاثر یہی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں میں بڑا نفوذ کیا ہے اور باقی سارے علماء کی نسبت زیادہ روشن خیال اور جدید تعلیمات کا علم رکھنے والے ہیں۔ اگر پوری طرح روشن خیال نہیں تو کچھ نہ کچھ اثر قبول کئے ہوئے ہیں ان کا دوسروں کے ساتھ تعلقات رکھنے سے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ تو میں پہلے حوالہ جات پڑھ چکا ہوں۔ مسلمانوں کے بارہ میں ان کا عمومی خیال کیا تھا وہ خود لکھتے ہیں:

> ”قرآن میں جن کو اہل کتاب کہا گیا ہے وہ آخر ”نسلی مسلمان“ ہی تو تھے خدا اور ملائکہ اور نبی اور کتاب اور آخرت سب کچھ مانتے تھے اور عبادات اور احکام کی رسمی پیروی بھی کرتے تھے البتہ اسلام کی اصلی روح یعنی بندگی اور اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر دینا اور دین میں شرک نہ کرنا یہ چیز ان میں سے نکل گئی تھی۔“ (مسلمانوں کی سیاسی کشمکش حصہ سوم بار ششم صفحہ ۱۲۲)

باقی مسلمان فرقوں کے مقابل پر جماعت اسلامی کی جو حیثیت ہے اس کے متعلق مندرجہ

بالا حوالہ سے بات کھل گئی ہے کہ اہل کتاب کو جو مسلمانوں سے نسبت ہے مولوی مودودی کے نزدیک بعینہٖ وہی نسبت باقی تمام مسلمانوں کو نام نہاد جماعت اسلامی سے ہے۔اوراب جو میں حوالہ پیش کررہا ہوں یہ بھی سیاسی کشمکش حصہ سوم کا ہے۔

''پس درحقیقت میں ایک نو مسلم ہوں۔خوب جانچ کراور پرکھ کراس مسلک پرایمان لایا ہوں جس کے متعلق میرے دل ودماغ نے گواہی دی کہ انسان کے لئے فلاح واصلاح کا کوئی راستہ اس کے سوانہیں ہے۔پھر میں غیر مسلموں کو ہی نہیں خود مسلمانوں کو بھی اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔''

گویا مودودیت کے سوا تمام کے تمام مسلمان غیر مسلم ہیں۔صرف کافر ہی نہیں ان کے حق میں غیر مسلم کا فتویٰ بھی صادر کررہے ہیں۔چنانچہ مفتی محمود صاحب نے جو فتویٰ دیا تھا اس کا جواب یہاں دیا جارہا ہے کہ تم بھی غیر مسلم ہو تم بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو تبھی تو وہ یہ کہتے ہیں کہ میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں میری طرف آجائیں وہ بھی نومسلم بن جائیں اور اسلام قبول کریں پھر فرماتے ہیں:

''ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ نسلاً مسلمان ہیں حقیقی معنوں میں مسلمان فرض کر لینا اور یہ امید رکھنا کہ ان کے اجتماع سے جو بھی کام ہوگا اسلامی اصول پر ہی ہوگا پہلی اور بنیادی غلطی ہے۔''

(مسلمانوں کی سیاسی کشمکش حصہ سوم بارششم صفحہ ۱۰۵، صفحہ ۱۰۶)

پھر بیاہ شادی کے مسئلہ کے متعلق فتویٰ سنئے۔یہ مودودی صاحب ہی ہیں جنہوں نے اس بارہ میں سب سے زیادہ شور ڈالا تھا کہ جماعت احمدیہ نے چونکہ اپنی بیٹیوں کو غیر احمدیوں سے بیاہنے کے خلاف فتویٰ صادر کردیا ہے کہ غیر احمدیوں سے نہ بیاہی جائیں اس لئے ثابت ہوگیا کہ یہ خود امت مسلمہ سے نکل گئے ہیں جبکہ اپنا فتویٰ یہ ہے کہ تمام امت مسلمہ سوائے مودودی کے دائرہ اسلام سے خارج اور پکے غیر مسلم ہیں۔سارے مسلمان کہلانے والوں کو بھی اسلام کی دعوت دے رہے ہیں اوراس کا طبعی نتیجہ کیا نکلتا ہے وہی کہ ان سے بیاہ شادی حرام ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں:

''یہ تو حقیقی دینی شعور پیدا ہوجانے کا لازمہ اور اس کا فطری نتیجہ

ہے جس آدمی میں بھی یہ شعور پیدا ہو جائے گا وہ لازماً دین سے پھرے ہوئے اور اخلاقی طور پر گرے ہوئے لوگوں کو شادی بیاہ کے تعلق کے لئے تو درکنارہ دوستی وہم نشینی کے لئے بھی پسند نہیں کرے گا۔''

(روئیداد جماعت اسلامی حصہ سوم صفحہ ۱۰۳)

جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ میں مسئلہ پیش تھا کہ وہ لوگ جو مودودی نہیں ان کے ساتھ شادی جائز ہے یا نہیں اس پر مودودی صاحب نے یہ فیصلہ دیا ہے۔ سیدھی سادھی بات ہے تم لوگوں کی عقل میں نہیں آئی۔ حیرت ہے تم نے یہ مسئلہ پیش کیوں کیا۔ یہ ایک ادنیٰ فہم کی بات ہے کہ بیاہ شادی تو درکناران کے ساتھ تعلقات بھی نہیں رکھنے۔ پس یہ ہے صورت حال کا خلاصہ جس کی رو سے جماعت احمدیہ پر جو الزامات لگائے جارہے ہیں وہ سارے جھوٹے اور حد سے زیادہ مبالغہ آمیز اور صورت حال کو بگاڑنے والے ہیں۔

اگر وہ سارے الزامات سوفی صد درست ثابت ہوں اور ہمارا وہی عقیدہ ہو جو ہماری طرف منسوب کر رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں انہوں نے جو اقدام کیا ہے وہ درست ثابت ہو تو پھر سارے پاکستان میں تو کجا تمام دنیا میں ایک بھی مسلمان نہیں ملے گا کیونکہ اس چھری سے پھر سب کی گردنیں کاٹی جائیں گی۔ مولوی نے ایک دوسرے کے خلاف تکفیر کا جو بازار گرم کر رکھا ہے اس کی زد سے کوئی سلامت نہیں رہے گا۔ ہر ایک کو اس تلوار سے قتل کیا جائے گا اور نیست و نابود کیا جائے گا اسلام اور اسلام کے ہر فرقے پر زد پڑے گی کیونکہ ایسا ایک بھی فرقہ نہیں ہے جس کے خلاف جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں زیادہ سنگین فتوے خود ان کے لگائے ہوئے موجود نہ ہوں۔

پس دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ کہیں کہ وہ فتوے درست ہیں اور اس کے نتیجہ میں تعلقات کے یہ سارے رابطے کٹ جاتے ہیں اور اس وقت سارے عالم اسلام کا جو حال ہے اس کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں یا یہ کہیں کہ وہ فتوے جھوٹے ہیں تیسری تو کوئی صورت نہیں۔ جس طرح ہمیں کہہ رہے ہیں کہ تمہارا فتویٰ جھوٹا ہے تو پھر جھوٹا فتویٰ دینے والوں پر بھی تو یہی فتویٰ لگتا ہے اس لئے کسی ایک فرقے کو بچا کر دکھائیں۔ پس مخالفین احمدیت کے پاس

اب تو کوئی چارہ نہیں ہے اب تو ایمان بھی ان کو ثریا سے لانا پڑے گا اور مسلمان بھی ثریا سے ہی لانے پڑیں گے۔